- حدیث کسے کہتے ہیں؟
- سنت کسے کہتے ہیں؟

کتب حدیث کی انواع یا اقسام

1_ مُسْنَدہ: جن میں مصنفین نے احادیث کو اپنی سند سے رسول اللہ ﷺ سے یا کسی صحابی یا تابعی سے روایت کیا ہو۔ (یعنی ان کتب میں احادیث بمع سند موجود ہوتی ہیں)

اس قسم میں کئی اقسام آتی ہیں:

(الف) کتب الجوامع: حدیث کی ایسی کتب جن میں تمام قسم کی احادیث جمع کی گئی ہوں جیسا کہ عقیدہ، فقہی احکام، رقائق، آداب، تفسیر، سیرت و تاریخ، فتن اور فضائل و مناقب کی احادیث۔

اسمیں بطور مثال کے مندرجہ ذیل کتب آتی ہیں:

صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی وغیرہ

(ب) کتب السنن: حدیث کی ایسی کتب جن میں صرف احکام کی احادیث کو فقہی ابواب اور آداب پر مرتب کیا گیا ہے اور بسا اوقات ان میں بعض دوسری احادیث بھی درج کی دی جاتی ہیں۔

اس میں بطور مثال مندرجہ ذیل کتب آتی ہیں:

مصنف عبد الرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، موطأ مالک، سنن ابی داود، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ

(ج) کتب المسانید: ایسی کتب جن ہر صحابی کی احادیث کو علیحدہ علیحدہ ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہو جیسا کہ:

- مسند أبي داود الطيالسي() 204ھ
- مسند ابن أبي شيبہ (۲۳۵ھ)
- مسند الإمام أحمد بن حنبل (۲۴۱ھ)

نوٹ: اسکے علاوہ اور بھی کئی قسم کی کتب ہیں۔

2_ غیر مسندہ: جن میں مسند کتابوں سے مختلف موضوعات سے متعلق احادیث کو لے کر جمع کیا گیا ہو جیسا کہ

مصابیح السنہ، مشکاۃ المصابیح، عمدۃ الأحکام، بلوغ المرام وغیرہ

** صحیح حدیث کونسی ہوتی ہے؟

جس میں مندرجہ ذیل پانچ شروط پائی جائیں:

1_ اسکی سند متصل ہو۔

2_ تمام راوی عادل ہوں۔

عادل ہونے سے مراد یہ ہے کہ مسلمان، عاقل، بالغ، فسق وفجور کے اسباب سے سالم ہو اور خلاف مروت کام نہ کرتا ہو۔

اس شرط لگانے سے: مبہم، مجہول الحال، مجہول العین، کافر، بچہ، مجنون، مبتدع، فاسق، متہم بالکذب، کذاب وغیرہ خارج ہو جائیں گے۔

3_ تمام راوی ضابط ہوں۔

ضابط ہونے سے مراد یہ ہے کہ راوی اپنی روایات کو محفوظ رکھنے والا ہو اسکے دو طریقے ہیں:

(الف) ضبط صدر: زبانی یاد رکھنے والا ہو، اس قدر احادیث یاد ہوں کہ جب استحضار کی ضرورت پڑے پیش کر سکے۔

(ب) ضبط کتاب: کتابی صورت میں لکھ کر محفوظ کرنے والا ہو۔

اس شرط سے کثرت وہم، کثرت مخالفت، سوء حفظ، شدت غفلت، بکثرت غلطیاں کرنا وغیرہ خارج ہو نگی۔

4_ اس میں کوئی شذوذ نہ ہو۔

5_ کوئی علت نہ ہو۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ ، عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ ". ثُمَّ قَالَ : " صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ لِمَنْ شَاءَ ". خَشْيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً. [سنن أبي داود:١٢٨١]

امام بخاری اور الجامع الصحیح

تحریر: مفتی محمد عبدہ
تلخیص: فواد بھٹوی

نام ونسب:

ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بروزبہ البخاری الجعفی

ولادت، وفات:

(194ھ تا256ھ)

امام بخاری کی علمی زندگی:

تمام مآخذ اور مراجع اس پر متفق ہیں کہ امام بخاری ایک علمی گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ امام المحدثین کے والد گرامی امام اسماعیل بن ابراہیم ممتاز محدث اور صاحب اسناد تھے انہوں نے امام مالک سے حدیث کا سماع کیا۔ حماد بن زید سے شرف روایت حاصل ہوا اور امام عبداللہ بن مبارک کے ساتھ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کی نسبت حاصل کی۔

علم حدیث کا سماع:

دس سال کی عمر میں ہی حفظ حدیث کا شوق دامن گیر ہو گیا۔ چنانچہ کتاب (مکتب) سے نکل کر بخارا اور اس کے اطراف و اکناف میں محدثین کی مجالس حدیث میں شریک ہونا شروع کر دیا۔ بخارا میں اس وقت محمد بن سلام البیکندی (225ھ)، محمد بن یوسف البیکندی، عبداللہ بن محمد المسندی (م229ھ)، ابراہیم بن اشعث اور علامہ داخلی 7 کے حلقات دروس قائم تھے۔ امام بخاری نے ان شیوخ سے سماع حدیث کیا اور سب سے پہلا سماع علامہ داخلی سے 203 یا205ھ میں ہے۔ امام بخاری کے شیخ اوّل علامہ داخلی کا نام [8] تو معلوم نہیں ہو سکا البتہ ان کے حلقہ درس میں امام بخاری کی علمی دلچسپیوں کے بعض واقعات مراجع میں ملتے ہیں۔

رحلاتِ علمیّہ:

جب امام بخاری سولہ سال کی عمر کو پہنچے اور بخارا اور اس کے اطراف واکناف سے علم حدیث جمع کر لیا تو 210ھ میں اپنی والدہ محترمہ اور اپنے بھائی احمد بن اسماعیل کے ساتھ زیارت بیت اللہ کے لئے، حجاز کو روانہ ہوئے اور حج سے فراغت کے بعد والدہ محترمہ اور بھائی تو واپس چلے آئے اور امام موصوف طلب علم کے لیے حجاز ہی ٹھہر گئے۔

چنانچہ امام بخاری بھی ان رحلات میں علو اسناد سے مشرف ہوئے اور اس علو کا حال یہ ہے کہ آپ کے بعض شیوخ امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے ہم طبقہ نظر آتے ہیں۔ مثلاً محمد بن عبداللہ انصاری، ابو نعیم، علی بن عیاش، عبیداللہ بن موسیٰ، خلاد بن یحییٰ اور عصام بن خالد وہ شیوخ ہیں کہ ان کے صحابہ تک صرف دو یا تین واسطے ہیں اور امام مکی بن ابراہیم کی

ثلاثیات تو مشہور و معروف ہی ہیں۔

الغرض سب سے پہلے آپ نے حجاز کی طرف رحلت (سفر) کی جو علوم اسلامیہ کا مرکز اوّل ہے جبکہ آپ کی عمر سولہ سال کی تھی اور ابن مبارک اور وکیع کی کتابوں کو حفظ کر چکے تھے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں اور پھر فقہ اہل الرائے پر بھی کامل دسترس حاصل ہو چکی تھی۔امام بخاری اپنے رحلات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لقبت أكثر من ألفا شيخ من أهل الحجاز مكة والمدينة والبصرة وواسط و بغداد و الشام"

میں نے اہل حجاز، مکہ، مدینہ، بصرہ، واسط، بغداد اور شام کے ایک ہزار سے زائد شیوخ سے ملاقات کی۔"

مزید فرماتے ہیں:

"میں شام اور جزیرہ گیا اور دو مرتبہ مصر پہنچا اور چار مرتبہ بصرہ اور پورے چھ سال حجاز میں اقامت کی اور پھر محدثین خراسان کے ساتھ کتنی مرتبہ کوفہ اور بغداد میں پہنچا۔"

امام بخاری کے شیوخ اور انکے مراتب:

امام بخاری نے تقریبا(1080)شیوخ سے علم میں استفادہ کیا ہے۔

علماء نے امام بخاری کے شیوخ کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے:

1۔ طبقہ اعلیٰ یعنی وہ شیوخ جنہوں نے تابعین سے حدیث روایت کی ہیں۔ ان میں ابو عاصم النبیل (218ھ)، مکی بن ابراھیم(214ھ)، محمد بن عبداللہ انصاری (215ھ)، عبیداللہ بن موسیٰ باذام العبسی (212ھ)، ابو نعیم الملائی 218ھ)اور ابو المغیرۃ وغیرہم شامل ہیں۔

2۔ وہ شیوخ جو اوزاعی، ابن ابی ذئب، شعبہ، ثوری اور شعیب بن ابی حمزہ سے روایت کرتے ہیں۔ مثلاً ایوب بن سلیمان (224ھ)، حجاج بن منہال(217ھ)اور آدم بن ابی ایاس الخراسانی(220ھ)وغیرہم شامل ہیں۔

3۔ وہ شیوخ جو امام مالک، امام اللیث، حماد بن زید اور ابی عوانہ کے اصحاب میں سے ہیں۔ اس تیسرے طبقہ میں احمد بن حنبل(241ھ)، اسحاق بن راھویہ(238ھ)، یحییٰ بن معین(233ھ)اور علی بن عبداللہ بن جعفر(234ھ)وغیرہم شمار ہوتے ہیں۔

4۔ اس طبقہ کے شیوخ میں ابن المبارک، ابن عیینہ، ابن وھب اور ولید بن مسلم کے اصحاب شامل ہیں۔

5۔ جو امام بخاری کے ہم عصر بھی ہیں مثلاً محمد بن یحییٰ الذھلی(258ھ)، ابو حاتم رازی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی (255ھ)وغیرہم اور ان میں وہ بھی شامل ہیں جو سن و اسناد کے اعتبار سے امام بخاری کے تلامذہ کے برابر تھے۔ اور شیوخ کا یہ طبقہ وہ ہے جن سے امام بخاری نے مستقل طور پر ان کی مجالس میں حدیث حاصل نہیں کی بلکہ اصل شیخ کی

مجلس میں کوئی حدیث رہ گئی تو ان سے اخذ کر لی۔

تصنیفات:

1۔"التاریخ الکبیر" امام بخاری کا وہ شاہکار ہے جسے دیکھ کر امام اسحاق بن راھویہ نے فرط مسرت سے "سحر" فرمایا۔ تاریخ میں امام بخاری نے الاوسط(2) اور الصغیر(3) بھی لکھی ہے اور یہ تینوں تواریخ ثلاثہ کے نام سے معروف ہیں تاہم اوسط اور صغیر میں کچھ خلط ملط ہے۔ تاریخ صغیر تو مطبوع ہے لیکن اوسط کے متعلق کچھ علم نہیں ہو سکا۔

4۔ الضعفاء الصغیر 5۔ الادب المفرد 6۔ خلق افعال العباد 7۔ جزء رفع الیدین 8۔ جزء القراءۃ 9۔ کتاب الرقاق 10۔ الجامع الصحیح اسکے علاوہ اور بہت سی کتابیں ہیں جو غیر مطبوع ہیں۔

الجامع الصحیح

الجامع الصحیح کا پورا نام: الجامع الصحیح یا صحیح البخاری اس کتاب کا مختصر نام ہے اور امام نے خود ہی الجامع الصحیح کے نام سے اس کو موسوم کیا ہے تاہم اس کتاب کا پورا نام بروایت حافظ ابن حجر اس طرح مذکور ہے:

"الجامع الصحيح المسند المختصر من حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و سننه و أيامه"

مگر ابن صلاح اور نووی نے **"الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وسننه وأيامه"** ذکر کیا ہے۔ یعنی المسند کو الصحیح پر مقدم ذکر کیا۔

تراجم ابواب:

امام بخاری نے اپنی کتاب میں استخراج مسائل فقہیہ کو موضوع بنایا ہے اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے اپنی ساری علمی اور دماغی توانائیاں "فقہ الحدیث" کے مرتب کرنے پر صرف کر دی ہیں اور تراجم ابواب میں جو فقہ مرتب کی ہے وہ فقہ المذاہب اور تقلیدی انداز کی فقہ نہیں ہے بلکہ مصنف کے اپنے اجتہاد و استنباط کے ثمرات ہیں اور یہ مصنف کا ایسا کارنامہ ہے جسے ہم پہلی اور آخری کوشش کہہ سکتے ہیں اس لیے واقعہ میں یہ مقولہ صحیح ہے۔ **"وفقه البخاري في تراجمه"**، بخاری کی فقہ اس کے تراجم میں ہے۔

امام بخاری سید الفقہاء تھے اور ان کی فقہ دیکھنا مقصود ہو تو تراجم بخاری پر نظر ڈال کر دیکھ لیں۔

سبب تالیف:

الجامع الصحیح کی تصنیف کے تین بنیادی اسباب ہیں:

(الف) صرف صحیح احادیث پر مشتمل کتاب لکھنا جبکہ اس سے پہلے کی کتب حدیث میں صحیح، حسن اور ضعیف ہر قسم کی احادیث درج تھیں۔

(ب)امام صاحب کا اپنے شیخ اسحاق بن راہویہ کی خواہش کو پورا کرنا۔

(ج)امام صاحب کو خواب آنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے پنکھے سے مکھیاں ہٹا رہے ہیں اسکی تعبیر رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ کو دور کرنا کی گئی۔

الجامع الصحیح اور تکرارِ حدیث:

پامام بخاری نے اپنی صحیح کی بنیاد چونکہ فقہی ابواب پر رکھی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ استنباط کے لیے مختلف ابواب میں احادیث کی تقطیع کی گئی ہے اور ایک ہی حدیث کو متعدد تراجم کے تحت مکرر لایا گیا ہے۔ حتیٰ کہ ایک ہی حدیث کو دس سے زیادہ مرتبہ لانا پڑا ہے اور حضرت عائشہ کی بریرہ والی حدیث تو بیس سے زیادہ مرتبہ تکرار ہو گئی ہے تاہم تکرار محض استنباط تک محدود نہیں رہا بلکہ اس سے اسناد کو فروغ ہوا احادیث اور طرق حدیث کا احصاء ہوتا گیا اور اختلاف الفاظ بھی سامنے آیا جو نہایت فوائد حدیثیہ ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ الجامع الصحیح میں احادیث تو مکرر ہیں۔ لیکن کوئی حدیث بعینہ پہلے سند و متن کے ساتھ مکرر نہیں ہے بلکہ اسناد و متن میں تغایر پایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اصطلاح محدثین میں وہ دو حدیثیں شمار ہوتی ہیں اور اگر مخرج حدیث تنگ ہو جائے اور اسناد و متن میں شرط صحیح کے مطابق تغایر ناممکن ہو جائے تو امام بخاری حدیث کو معلق اور مختصر کر دیتے ہیں، تاکہ بعینہ تکرار سے اجتناب ہو سکے۔